www.ahnafmedia.com

مروّجہ صلوٰۃ وسلام کی شرعی حیثیت

ایک استفتاء اور اس کا جواب

حضرت مولانا مفتی محمدؒ شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

استفتاء

(الف) بعض مساجد میں کچھ لوگ ایسا کرتے ہیں کہ جمعہ کی نماز یا دوسری نمازوں کے بعد التزام کے ساتھ جماعت بنا کر اور کھڑے ہو کر بآواز بلند بالفاظ ذیل سلام پڑھتے ہیں یا رسول سلام علیک یا نبی سلام علیک وغیرہ وغیرہ

ان میں بہت سے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف لاتے ہیں۔ یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اس لئے یہ سلام خود سنتے اور جواب دیتے ہیں جو لوگ ان کے اس عمل میں شریک نہیں ہوتے اُن کو مطعون کرتے اور طرح طرح سے بدنام کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں عموماً مسجدوں میں نزاع اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں دریافت طلب یہ ہے کہ کیا اس طرح کا سلام پڑھنا مسجدوں میں جائز ہے؟ اور متولیان مساجد کو اس کی اجازت دینا چاہیئے یا نہیں؟

(ب) جہاں مذکورہ طریقہ پر صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے وہاں

۱۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس محفل میں تشریف لاتے ہیں۔ یا

۲۔ بغیر تشریف لائے سلام کو خود سُن لیتے ہیں۔ یا

۳۔ اس طرح کے صلاۃ وسلام کو فرشتے آپ تک پہنچا دیتے ہیں۔ ان میں سے کون سی بات صحیح ہے؟

(ج) طریقہ مندرجہ بالا پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا قیام کے بغیر کیسا ہے اور قیام کے ساتھ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

(د) اندرونِ مسجد یہ صلوٰۃ وسلام کیا حکم رکھتا ہے اور مسجد کے باہر اس کا کیا حکم ہے؛
جواب وصواب تحریر فرما کر عند اللہ ماجور رہوں۔

والسلام!

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوالات کے جواب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اسلام میں تمام عبادات نماز۔ روزہ ذکراللہ۔ تلاوت قرآن وغیرہ سب کے لئے کچھ آداب وشرائط اور حدود وقیود ہیں جن کی رعایت کے ساتھ یہ عبادات ادا کی جائیں تو بہت بڑا ثواب اور فلاح دنیا وآخرت ہے اور ان حدود وقیود سے ہٹ کر کوئی دوسری صورت اختیار کی جائے تو ثواب کے بجائے عذاب اور گناہ ہے۔ نماز تمام عبادات میں افضل ہے لیکن طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا حرام ہے۔ مقرر کردہ رکعات میں کوئی رکعت زائد کر دے تو حرام ہے۔ جماعت کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور اس سے نماز کے ثواب میں ستائیس گنا اضافہ ہو جاتا ہے لیکن کوئی نفل نماز کی جماعت کرنے لگے تو ممنوع اور گناہ ہے۔ روزہ کتنی بڑی عظیم عبادت اور اس کا ثواب کتنا بڑا ہے مگر عیدین اور ایام نحر میں روزہ رکھنا حرام ہے، قرآن مجید کی تلاوت بہترین عبادت ہے لیکن رکوع وسجدہ کی حالت میں تلاوت ممنوع اور ایسے مقامات پر جہاں لوگ سننے کی طرف متوجہ نہ ہوں بلند آواز سے تلاوت ناجائز ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام افضل عبادات وموجب برکات اور سعادت دنیا وآخرت ہے مگر دوسری سب عبادات کی طرح اس کے بھی آداب وشرائط ہیں جن کی خلاف ورزی کرنے سے ثواب کے بجائے گناہ لازم آتا ہے۔

(الف) جس ہیئت سے مساجد میں بطرز مذکور اجتماع اور التزام کے ساتھ درود وسلام کے نام پر ہنگامہ آرائی ہوتی ہے اس کو درود وسلام کی نمائش تو کہا جا سکتا ہے درود وسلام کہنا اس کا صحیح نہیں کیونکہ وہ بہت سے مفاسد کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

www.ahnafmedia.com

(۱) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ مسجد پوری مسلمان قوم کی مشترک عبادت گاہ ہے اس میں کسی فرد یا جماعت کو فرائض وواجبات کے علاوہ کسی ایسے عمل کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی جو دوسرے لوگوں کی انفرادی عبادت نماز ۔ تسبیح ۔ درود ۔ تلاوت قرآن وغیرہ میں خلل انداز ہو ۔ اگرچہ وہ عمل سب کے نزدیک بالکل جائز اور مستحسن ہی کیوں نہ ہو فقہاء رحمہم اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ مسجد میں بآواز بلند تلاوت قرآن یا ذکر جہری جس سے دوسرے لوگوں کی نماز یا تسبیح و تلاوت میں خلل آتا ہو، ناجائز ہے (شامی خلاصۃ الفتاویٰ) ظاہر ہے کہ جب قرآن اور ذکر اللہ کو بآواز بلند مسجد میں پڑھنے کی اجازت نہیں تو درود و سلام کے لئے کیسے اجازت ہوسکتی ہے ۔

(۲) کسی نماز کے بعد اجتماع و التزام کے ساتھ بلند آواز سے درود وسلام پڑھنا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ و تابعین سے اور نہ ائمہ مجتہدین اور علماء سلف میں کسی سے اگر یہ عمل اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محمود و مستحسن ہوتا تو صحابہ و تابعین اور ائمہ دین اس کو پوری پابندی کے ساتھ کرتے ۔ حالانکہ ان کی پوری تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ درود وسلام کے لئے اجتماع اور التزام کو یہ حضرات بدعت و ناجائز سمجھتے تھے جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح بخاری ومسلم میں بروایت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا منقول ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد ۔ یعنی جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز نکالی جو اس میں داخل نہ تھی تو وہ مردود ہے ۔ اور صحیح مسلم میں بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ وارد ہے ۔ شر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ یعنی بدترین عمل وہ نئی چیزیں ہیں جو خود ایجاد کی جائیں اور ہر نو ایجاد عبادت گمراہی ہے ۔ عبادت کے نام پر دین میں کسی نئی چیز کا اضافہ تعلیمات رسول کو ناقص قرار دینے کا مرادف اور بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریف دین کا راستہ ہے ۔ اسی لئے حضرات صحابہ و تابعین نے اس معاملہ میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کل عبادۃ لم یتعبدھا اصحاب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فلا تعبدو ھا (الی) وخذوا الطریق من کان قبلکم
یعنی جس طرح کی عبادت صحابہ کرام نے نہیں کی تم بھی اُس کو عبادت نہ سمجھو بلکہ اپنے اسما
صحابہ کا طریق اختیار کرو (کتاب الاعتصام للشاطبی ص ۱۳۱ ج ۲)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا اتبعوا آثارنا ولا تبتدعوا فقد کفیتم
یعنی تم لوگ ہمارے (صحابہ کرام کے) آثار کا اتباع کرو اور نئی نئی عبادتیں نہ گھڑو کیونکہ
تم سے پہلے عبادت کا تعین ہو چکا ہے۔

تنبیہ

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سب کلام انفرادی درود وسلام کے بارے میں نہیں کیونکہ
انفرادی طور پر درود کی کثرت کے فضائل حدیث و قرآن میں مذکور اور صحابہ و تابعین کا معمول
ہے نہ اُس کے لئے کوئی وقت مقرر ہے نہ تعداد جتنا کسی سے ہو سکے اختیار کرے اور
سعادت دارین حاصل کرے۔ کلام صرف اُس کی مروجہ اجتماعی صورت میں ہے۔

اسلام میں نماز سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں مگر اُس کی بھی نفلوں کی جماعت
کو باتفاق فقہاء و ائمہ مکروہ کہا گیا ہے تو کسی دوسری چیز کی جماعت بنا کر دوام والتزام
سے کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے خصوصاً جب کہ کرنے والوں کو اُس پر ایسا اصرار ہو جیسے
فرض و واجب پر بلکہ اُس سے بھی زیادہ۔ یہاں تک کہ جو لوگ اس میں شریک نہ ہوں اُن
پر طعن و تشنیع کی جائے۔ جو کسی حال جائز نہیں۔ کیونکہ اگر بالفرض یہ عمل بدعت بھی نہ ہوتا
تب بھی زیادہ سے زیادہ ایک نفلی عمل ہوتا جس پر فرض و واجب کی طرح اصرار کرنے اور
دوسروں کو مجبور کرنے کا کسی کو حق نہیں۔

جس کام پر اللہ و رسول نے کسی کو مجبور نہیں کیا کسی دوسرے کو اس پر مجبور کرنے کا
کیا حق ہے اور نہ کرنے کی صورت میں اُس پر طعن و تشنیع کرنا ایک مستقل کبیرہ گناہ ہے
جس میں یہ حضرات ناواقفیت سے مبتلا ہوتے ہیں اور اُس پر غور نہیں کرتے کہ خود ان
کے نزدیک بھی یہ عمل زیادہ سے زیادہ مستحب اور نفل ہے ایک نفل کی خاطر کبیرہ گناہ

www.ahnafmedia.com

میں مبتلا ہونا کونسی دانشمندی ہے۔

(۳) خطاب کے الفاظ یارسول یانبی اگراس عقیدہ سے ہوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر زمان و مکان میں موجود اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے کائنات کی ہر آواز کو سنتا اور ہر حرکت کو دیکھتا ہے۔ اسی طرح (معاذ اللہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان خدائی صفات میں شریک ہیں تو یہ کھلا ہوا شرک اور نصاریٰ کی طرح رسول کو خدائی کا درجہ دینا ہے۔ اور اگر یہ عقیدہ ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف لاتے ہیں تو گو بصورت معجزہ ایسا ہونا ممکن ہے مگر اُس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن یا حدیث سے اس کا ثبوت ہو۔ حالانکہ کسی آیت یا حدیث میں قطعاً اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اور بغیر ثبوت ودلیل کے اپنی طرف سے کوئی معجزہ گھڑ لینا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء ہے جس کے بارہ میں آپ نے فرمایا ہے:۔

من کذب علیّ متعمداً فلیتبوء مقعدہ من النار یعنی جو شخص میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھ لے اور اگر اس طرح کا کوئی بھی غلط عقیدہ نہ ہو تب بھی موہم الفاظ ہیں جن میں اس عقیدۂ فاسدہ کو راہ ملتی ہے اس لئے بھی ان سے اجتناب ضروری ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام کو یاعبدی کہہ کر پکارنے سے اسی لئے منع فرمایا کہ یہ الفاظ موہم شرک ہیں۔

البتہ روضۂ اقدس کے سامنے الفاظ خطاب کیساتھ سلام پڑھنا سنت سے ثابت اور مستحب ہے کیونکہ وہاں براہِ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام سننا اور جواب دینا روایات حدیث سے ثابت ہے۔

الغرض روضہ اقدس کے علاوہ دوسرے مقامات میں اگر ان الفاظ خطاب کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ ہے تو کھلا ہوا شرک ہے۔ اور مجلس میں تشریف لانے کا عقیدہ ہے تو رسول کریم صلی اللہ

www.ahnafmedia.com

علیہ وسلم پر افترا اور بہتان ہے اور دونوں میں سے کوئی غلط عقیدہ نہیں تو بھی موہم شرک ہونے کی وجہ سے ایسے الفاظ ممنوع ہیں پھر اس ناجائز عمل پر اصرار کرنا دوسرا گناہ ہے اور فرض و واجب کی طرح اس کو ضروری سمجھنا تیسرا گناہ ہے اور اس میں شریک نہ ہونے والے بے گناہ مسلمانوں کو برا بھلا کہنا اور مطعون کرنا چوتھا گناہ ہے اور مساجد میں بآواز بلند کہہ کر دوسرے مشغول لوگوں کے شغل میں خلل انداز ہونا پانچواں گناہ ہے۔

افسوس ہے کہ بہت سے نیک دل مسلمان قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ناواقف ہونے کے سبب اس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعظمت کا نشان سمجھ کر اس میں شریک ہوتے ہیں یہ جذبۂ محبت وعظمت بلاشبہ قابلِ قدر ومبارکباد ہے مگر اس کا بے جا استعمال ایسا ہی ہے جیسے کوئی اللہ تعالیٰ کی محبت میں مغرب کی نماز تین کے بجائے چار رکعت پڑھے اور اپنے دل میں یہ حساب لگائے کہ ایک رکعت زیادہ پڑھی ہے تو مجھے ثواب اوروں سے زیادہ ملے گا حالاں کہ وہ کمبخت اپنی تین رکعتوں کا ثواب بھی کھو بیٹھا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اجتماع اور التزام کے ساتھ کھڑے ہو کر بآواز بلند مسجدوں میں درود وسلام پڑھنے کا مروجہ طریقہ سراسر خلاف شرع اور باہم نزاع وجدال اور مسجدوں کو اختلافات کا مرکز بنانے کا سبب ہے اس لئے متولیان مسجد اور اربابِ حکومت پر لازم ہے کہ مسجدوں میں اس کی ہرگز اجازت نہ دیں

اگر کسی کو کرنا ہے تو اپنے گھر میں کرے تاکہ کم از کم مسجدیں تو شور و شغب اور نزاع وجدال سے محفوظ رہیں۔

(ب) سوال الف کے جواب میں واضح ہو چکا ہے کہ اس مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امر کا فیصلہ خود ایک حدیث میں اس طرح فرمایا ہے:۔

من صلّی علیّ عند قبری سمعته ومن صلّی علیّ نائیاً ابلغته (مشکوٰۃ از بیہقی) یعنی جو شخص میری قبر کے پاس درود وسلام پڑھتا ہے اُسے میں خود سنتا ہوں اور جو دُور سے درود وسلام بھیجتا ہے وہ (فرشتوں کے ذریعہ) مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

(ج) جس طرح ذکر اللہ تلاوت قرآن کھڑے ہو کر بیٹھ کر بلکہ لیٹ کر بھی ہر طرح جائز ہے اسی طرح درود شریف بھی ہر طرح جائز ہے ہاں اگر کوئی کھڑے ہو کر پڑھنے کو ضروری اور اُس کے خلاف کو بے ادبی سمجھے تو یہ ایک غیر واجب کو اپنی طرف سے واجب قرار دینے کی وجہ سے ناجائز ہے خصوصاً جب کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درود شریف کو بیٹھ کر پڑھنے کی سنت جاری فرمائی ہے تو بیٹھ کر درود وسلام پڑھنے کو خلاف ادب کہنا اس حکم ربانی اور تعلیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ قرآن کو صرف کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے۔ بیٹھ کر پڑھنا بے ادبی ہے۔

(د) جواب الف میں واضح ہو چکا ہے کہ بطرز مذکور سلام پڑھنے کے لئے اجتماع والتزام تو بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے جو مسجد میں بھی ناجائز ہے اور مسجد سے باہر بھی۔ فرق صرف یہ ہے کہ مسجد میں اگر کوئی بیٹھ کر مسنون درود وسلام کے الفاظ کو بھی باواز بلند اس طرح پڑھے جس سے دوسرے حاضرین مسجد کے شغل میں خلل آتا ہو تو وہ بھی ناجائز

www.ahnafmedia.com

ہے۔ اور مسجد سے باہر اس کی گنجائش ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

ہمدردانہ مشورہ

ہر شخص کو اپنی قبر میں سونا اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے اور ان معاملات میں جتھہ بندی اور قدیم آبائی رسوم پر ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر سنجیدگی کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سمجھنا چاہیے اور یہ غور کرنا چاہیے کہ دنیا کے تو تمام معاملات میں ہمارے جھگڑے چلتے ہی رہتے ہیں کم از کم اللہ کے گھر اور عبادت نماز کو تو ہر طرح کے جھگڑے فساد سے محفوظ رکھا جائے۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

دار العلوم۔ کراچی

۱۲ر ۱۱/۸۱ھ